قاری محمد مصطفیٰ راسخ[1]

عورت کی دیت کا مسئلہ: ایک تحقیقی جائزہ

Abstract

In this treatise, a woman's share of blood money is discussed in the light of Islamic sources such as Prophetic traditions, statements of the righteous predecessors (Salaf), consensus of the Muslim Nation (Ijmā') and Analogy (Qiyās). Moreover, it is emphasized that a woman has a half share in blood money just like she owns in inheritance and bears in witnessing, because *not only does she receive a monetary share in form of Mahr (dowry) and expenditures to spend on herself and family (Nafqah), but is also free from any financial responsibility in* any aspect. Therefore, those who think that half of share for her is injustice on her behalf, are in grave error, because in determining relations based on suckling (Raḍā'ah) lineage (Nasab), she is preferred over her male counterpart and no one considers it to be a dishonor for a male gender, rather it is considered a remarkable way of attributing equal rights to each gender according to his or her capacity.

ششماہی رشد کے جنوری 2015ء/ ربیع الاول 1436ھ، جلد 11، شمارہ 3 میں مطبوع مضمون بنام ''السنۃ بین اہل الفقہ واہل الحدیث: شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 505ھ) کی تصنیف کا تنقیدی جائزہ'' میں عورت کی دیت کے مسئلہ پر شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور اختصار کے ساتھ اس کا رد گزر چکا ہے۔[2] شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے جبکہ دیگر تمام اہل علم کا بالاتفاق یہ موقف ہے کہ عورت کی دیت

1 مدیر انتظامی مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

2 راسخ، محمد مصطفیٰ، قاری، السنۃ بین اہل الفقہ واہل الحدیث، ششماہی رشد، جنوری 2015ء، جلد 11، شمارہ 3، لاہور، ص 112

مرد کی دیت سے آدھی ہے۔اس مضمون کی اشاعت کے بعد بعض احباب کے ساتھ مناقشہ کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ عورت کی دیت کے مسئلے پر شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہی درست ہے کیونکہ اسلام میں عورت کے حق کو ہلکا نہیں سمجھا گیا ہے بلکہ اسے بھی مردوں کی مانند حقوق سے نوازا گیا ہے۔چنانچہ اس مسئلے پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی کمزوری اور جمہور کے موقف کی حقانیت واضح ہو سکے۔زیرِ نظر استدراک میں احادیث نبویہ، آثار سلف، اجماع اور قیاس سے استدلال کرتے ہوئے راجح موقف کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عورتوں کو عظیم الشان مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں بھی مردوں کی مانند متعدد حقوق سے نوازا ہے۔دورِ جاہلیت میں عورتوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا، لیکن اسلام نے آکر اس سے منع کر دیا اور اسے ناقابل معافی جرم قرار دیا۔اسلام نے عورتوں کے حقوق کا دفاع کرتے ہوئے ان کا نان و نفقہ ان کے ورثاء پر فرض کیا، نکاح کے معاملے میں ان کی رضامندی کو ضروری قرار دیا، انہیں حق مہر سے نوازا اور وراثت کا حق دیا، حالانکہ دور جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔عورتوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر کی بات ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سے قرآن مجید میں ایک پوری سورت ''سورۃ النساء'' نازل فرما دی ہے، حالانکہ مردوں کے نام سے کوئی سورت موجود نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

«اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ»[1]

''عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو، بے شک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور اوپر والی پسلی سب سے ٹیڑھی ہوتی ہے، اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس تم عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔''

عورتوں کے اسی مقام و مرتبے کو سامنے رکھتے ہوئے اکثر شرعی احکام میں عورتوں اور مردوں کو مساوی قرار دیا گیا ہے، لیکن بعض مخصوص احکام میں شرعی حکمتوں اور عظیم مقاصد کے پیش نظر عورتوں کو مردوں کی نسبت نصف معاملے پر قائم رکھا ہے۔اور اس کا سبب بھی عورتوں کی شخصی توہین یا استخفاف نہیں ہے بلکہ اسلامی معاشرے میں ان پر مالی ذمہ داریاں کے بوجھ کا نہ ہونا ہے، کیونکہ عورت نان و نفقہ اور حق مہر جیسے متعدد مالی حقوق تو حاصل کرتی ہے لیکن شریعت میں اس پر کوئی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی ہے۔ورنہ ذاتی امور میں سے بعض

[1] البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته:3331، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1999م

معاملات ایسے بھی ہیں جن میں عورت کے حق کو مرد کی نسبت زیادہ معتبر تسلیم کیا گیا ہے، مثلاً نسب اور جہیز کے معاملات میں مرد کی نسبت عورت کی بات کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "إعلام الموقعین" میں عورت کی مرد کے ساتھ بعض امور میں برابری اور بعض میں تفریق کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَسَوَّى بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْـمَرْأَةِ فِي الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ وَالْحُدُودِ، وَجَعَلَهَا عَلَى النِّصْفِ مِنْهُ فِي الدِّيَةِ وَالشَّهَادَةِ وَالْمِيرَاثِ وَالْعَقِيقَةِ، فَهَذَا أَيْضًا مِنْ كَمَالِ شَرِيعَتِهِ وَحِكْمَتِهَا وَلُطْفِهَا، فَإِنَّ مَصْلَحَةَ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ وَمَصْلَحَةَ الْعُقُوبَاتِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مُشْتَرِكُونَ فِيهَا، وَحَاجَةُ أَحَدِ الصِّنْفَيْنِ إِلَيْهَا كَحَاجَةِ الصِّنْفِ الْآخَرِ، فَلَا يَلِيقُ التَّفْرِيقُ بَيْنَهُمَا، نَعَمْ فَرَّقَتْ بَيْنَهُمَا فِي أَلْيَقِ الْـمَوَاضِعِ بِالتَّفْرِيقِ وَهُوَ الْجُمُعَةُ وَالْجَمَاعَةُ، فَخَصَّ وُجُوبَهُمَا بِالرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ لِأَنَّهُنَّ لَسْنَ مِنْ أَهْلِ الْبُرُوزِ وَمُخَالَطَةِ الرِّجَالِ، وَكَذَلِكَ فَرَّقَتْ بَيْنَهُمَا فِي عِبَادَةِ الْجِهَادِ الَّتِي لَيْسَ الْإِنَاثُ مِنْ أَهْلِهَا، وَسَوَّتْ بَيْنَهُمَا فِي وُجُوبِ الْحَجِّ لِاحْتِيَاجِ النَّوْعَيْنِ إِلَى مَصْلَحَتِهِ، وَفِي وُجُوبِ الزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ وَالطَّهَارَةِ؛ وَأَمَّا الشَّهَادَةُ فَإِنَّمَا جُعِلَتْ الْـمَرْأَةُ فِيهَا عَلَى النِّصْفِ مِنَ الرَّجُلِ، لِحِكْمَةٍ أَشَارَ إِلَيْهَا الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فِي كِتَابِهِ، وَهِيَ أَنَّ الْـمَرْأَةَ ضَعِيفَةُ الْعَقْلِ قَلِيلَةُ الضَّبْطِ لِمَا تَحْفَظُهُ. وَقَدْ فَضَّلَ اللهُ الرِّجَالَ عَلَى النِّسَاءِ فِي الْعُقُولِ وَالْفَهْمِ وَالْحِفْظِ وَالتَّمْيِيزِ، فَلَا تَقُومُ الْـمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ مَقَامَ الرَّجُلِ، وَفِي مَنْعِ قَبُولِ شَهَادَتِهَا بِالْكُلِّيَّةِ إِضَاعَةٌ لِكَثِيرٍ مِنَ الْحُقُوقِ وَتَعْطِيلٌ لَهَا، فَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ الْأُمُورِ وَأَلْصَقِهَا بِالْعُقُولِ، أَنْ ضَمَّ إِلَيْهَا فِي قَبُولِ الشَّهَادَةِ نَظِيرَهَا لِتُذَكِّرَهَا إِذَا نَسِيَتْ، فَتَقُومُ شَهَادَةُ الْـمَرْأَتَيْنِ مَقَامَ شَهَادَةِ الرَّجُلِ، وَيَقَعُ مِنَ الْعِلْمِ أَوْ الظَّنِّ الْغَالِبِ بِشَهَادَتِهِمَا مَا يَقَعُ بِشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ، وَأَمَّا الدِّيَةُ فَلَمَّا كَانَتْ الْـمَرْأَةُ أَنْقَصَ مِنَ الرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ أَنْفَعُ مِنْهَا، وَيَسُدُّ مَا لَا تَسُدُّهُ الْـمَرْأَةُ مِنَ الْـمَنَاصِبِ الدِّينِيَّةِ وَالْوِلَايَاتِ وَحِفْظِ الثُّغُورِ وَالْجِهَادِ وَعِمَارَةِ الْأَرْضِ وَعَمَلِ الصَّنَائِعِ الَّتِي لَا تَتِمُّ مَصَالِحُ الْعَالَمِ إِلَّا بِهَا وَالذَّبِّ عَنْ الدُّنْيَا وَالدِّينِ لَمْ تَكُنْ قِيمَتُهُمَا مَعَ ذَلِكَ مُتَسَاوِيَةً وَهِيَ الدِّيَةُ، فَاقْتَضَتْ حِكْمَةُ الشَّارِعِ أَنْ جَعَلَ قِيمَتَهَا عَلَى النِّصْفِ مِنْ قِيمَتِهِ لِتَفَاوُتِ مَا بَيْنَهُمَا. فَإِنْ قِيلَ: لَكِنَّكُمْ نَقَضْتُمْ هَذَا فَجَعَلْتُمْ دِيَتَهُمَا سَوَاءً فِيمَا دُونَ الثُّلُثِ. قِيلَ: لَا رَيْبَ أَنَّ السُّنَّةَ وَرَدَتْ بِذَلِكَ، كَمَا رَوَاهُ النَّسَائِيّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ الْـمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى تَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا» وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْـمُسَيَّبِ: إِنَّ ذَلِكَ مِنَ السُّنَّةِ، وَإِنْ خَالَفَ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّيْثُ وَالثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ، وَقَالُوا: هِيَ عَلَى النِّصْفِ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ، وَلَكِنَّ السُّنَّةَ أَوْلَى. وَأَمَّا الْـمِيرَاثُ فَحِكْمَةُ التَّفْضِيلِ فِيهِ ظَاهِرَةٌ، فَإِنَّ الذَّكَرَ أَحْوَجُ إِلَى الْـمَالِ مِنَ الْأُنْثَى؛ لِأَنَّ الرِّجَالَ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ، وَالذَّكَرُ أَنْفَعُ لِلْمَيِّتِ فِي حَيَاتِهِ مِنَ الْأُنْثَى. وَقَدْ أَشَارَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ بَعْدَ أَنْ فَرَضَ الْفَرَائِضَ وَفَاوَتَ بَيْنَ مَقَادِيرِهَا ﴿آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ وَإِذَا كَانَ الذَّكَرُ أَنْفَعَ مِنَ الْأُنْثَى وَأَحْوَجَ كَانَ أَحَقَّ بِالتَّفْضِيلِ. وَأَمَّا الْعَقِيقَةُ فَأَمْرُ التَّفْضِيلِ فِيهَا تَابِعٌ لِشَرَفِ الذَّكَرِ، وَمَا مَيَّزَهُ اللهُ بِهِ عَلَى الْأُنْثَى، وَلَمَّا كَانَتْ النِّعْمَةُ

بِهِ عَلَى الْوَالِدِ أَتَمَّ، وَالسُّرُورُ وَالْفَرْحَةُ بِهِ أَكْمَلَ؛ كَانَ الشُّكْرَانُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ، فَإِنَّهُ كُلَّمَا كَثُرَتِ النِّعْمَةُ كَانَ شُكْرُهَا أَكْثَرَ، وَاللهُ أَعْلَمُ."[1]

"اللہ تعالیٰ نے بدنی عبادات اور حدود میں مرد اور عورت کو مساوی قرار دیا ہے، جبکہ دیت، گواہی، میراث اور عقیقہ میں اسے مرد سے نصف حصے پر رکھا ہے۔ اس میں بھی شریعت کا کمال اور اس کی حکمت ولطافت پوشیدہ ہے۔ کیونکہ بدنی عبادات اور عقوبات کی مصلحت میں مرد اور عورتیں مشترک ہیں، ان دونوں اصناف کی ضروریات ایک جیسی ہیں، لہٰذا ان میں تفریق کرنا مناسب نہیں تھا۔ ہاں بعض ایسے امور بھی ہیں جہاں تفریق زیادہ مناسب لگتی ہے، جیسے جمعہ اور نماز باجماعت۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر تو جمعہ اور نماز باجماعت فرض قرار دی ہے لیکن عورتوں کے گھروں سے زیادہ نہ نکلنے اور مردوں کے ساتھ عدم اختلاط کے سبب انہیں اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے حوالے سے عورت کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اسے اس فرض کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، لیکن حج، زکوۃ، روزہ اور طہارت کے حوالے سے ایک جیسی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے مردوں اور عورتوں کو برابر رکھا گیا ہے۔ گواہی کے سلسلے میں عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کا نصف قرار دیا گیا ہے، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ عورت مرد کی نسبت کم عقل اور کمزور حافظے والی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو فہم وفراست، عقل ودانش اور حافظہ وتمیز میں عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ گواہی کے میدان میں عورت مرد کے مقام پر کھڑی نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر عورت کی گواہی کو قطعی طور پر ناقابل قبول قرار دے دیا جاتا تو اس سے بے شمار حقوق ضائع ہو جاتے اور عورت معاشرے کا معطل عضو بن کر رہ جاتی، لہٰذا اقرین قیاس اور عقل کے قریب اَمر یہی تھا کہ عورت کی گواہی قبول کرنے میں اس کے ساتھ اسی کی جنس سے ایک اور عورت کو شریک کر لیا جائے تاکہ ایک کے بھولنے کی صورت میں دوسری عورت اس کو یاد دلا سکے اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام بن جائے اور ان دونوں کی گواہی سے علم یا ظنِ غالب حاصل ہو سکے جو ایک مرد کی گواہی سے حاصل ہوتا ہے۔

دیت کا معاملہ یہ ہے کہ عورت مرد کی نسبت ناقص العقل اور قلیل النفع ہوتی ہے اور دینی مناصب، ریاستی ذمہ داریاں، دفاع جان ومال، زمین کی آبادکاری، جہاد، صنعتکاری، ضروری مصالح اور دین ودنیا کی حفاظت جیسے امور سرانجام نہیں دے سکتی، لہٰذا ان امور میں عورت کی قیمت (دیت) مرد کے برابر نہیں ہو سکتی، چنانچہ شارع کی حکمت کا تقاضا تھا کہ ان امور میں عورت کی دیت مرد کی نسبت آدھی ہوتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنا یہ اصول ایک تہائی سے کم دیت میں توڑ دیا ہے اور آپ وہاں مرد اور عورت کی برابر دیت مقرر کرتے ہیں۔ تو اس کا

[1] ابن القیم الجوزیة، محمد بن أبي بكر، إعلام الموقعين: 2/ 115، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1991م

جواب یہ ہے کہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورت کی دیت مرد کے برابر ہے، حتیٰ کہ وہ ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ امام سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 94ھ) فرماتے ہیں کہ سنت یہی ہے (کہ ایک تہائی تک دیت مساوی ہے) اگرچہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی (متوفیٰ 204ھ)، امام لیث (متوفیٰ 175ھ)، امام ثوری (متوفیٰ 161ھ) رحمۃ اللہ علیہم اور اہل علم کی ایک جماعت اس کی مخالف ہے، اور وہ قلیل وکثیر میں نصف دیت کے قائل ہیں، لیکن سنت پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ میراث میں عورت کا حصہ آدھا ہونے کی حکمت بھی واضح ہی ہے کہ مرد عورت کی نسبت مال کا زیادہ محتاج ہوتا ہے، کیونکہ مرد عورتوں پر قوام ہیں اور مرد عورت کی نسبت میت کی زندگی میں اس کے لئے زیادہ نفع مند ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حصے تقسیم کرنے کے بعد اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ تمہارے باپ اور بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہارے لئے زیادہ نفع مند ہے۔ چونکہ مرد عورت کی نسبت زیادہ نفع بخش اور زیادہ محتاج ہے لہٰذا وہ زیادہ وراثت لینے کا بھی حقدار ہے۔ عقیقے کے معاملے میں مرد کو دی گئی فضیلت اس کی مردانگی کے شرف اور عورت پر اسے دی گئی عظمت کے تابع ہے۔ ویسے بھی والدین بیٹے کی نعمت پر زیادہ خوش ہوتے ہیں اور زیادہ شکر ادا کرتے ہیں، جب نعمت زیادہ ہو تو اس کا شکرانہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔"

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع "عورت کی دیت کا مسئلہ" کی طرف آتے ہیں:

عورت کی دیت کے مسئلہ پر فقہاء کرام کا موقف

احناف: احناف کے نزدیک عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 587ھ) فرماتے ہیں:

"وإن كانت أنثى فدية المرأة على النصف من دية الرجل."[1]

"اور اگر مقتول عورت ہو تو عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"إن دية المرأة على النصف من دية الرجل بإجماع الصحابة."[2]

"بے شک عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔"

مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک بھی مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد سے آدھی ہے۔

[1] الكاساني، علاؤ الدين، أبو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: 7/ 254، دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 1986م

[2] السمرقندي، محمد بن أحمد بن أبي أحمد، تحفة الفقهاء: 3/ 113، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1994م

امام عدوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1189ھ) فرماتے ہیں:

"وأما دية المرأة الحرة المسلمة فعلى النصف من دية الرجل الحر المسلم، فديتها خمسون من الإبل."[1]

"آزاد مسلمان عورت کی دیت آزاد مسلمان مرد سے آدھی ہے، اور وہ پچاس اونٹ ہے۔"

امام ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 595ھ) فرماتے ہیں:

"وأما دية المرأة فإنهم اتفقوا على أنها على النصف من دية الرجل في النفس فقط."[2]

"عورت کی دیت کے بارے میں تمام کا اتفاق ہے کہ وہ مرد کی دیت سے آدھی ہے اور یہ صرف جان جانے کی صورت میں ہے۔"

شوافع: احناف اور مالکیہ کی مانند شافعیہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 264ھ) فرماتے ہیں:

"ودية المرأة وجراحها على النصف من دية الرجل، فيما قلّ أو كثُر."[3]

"عورت اور اس کے زخموں کی دیت مرد سے آدھی ہے، خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔"

حنابلہ: دیگر فقہاء کرام کی مانند حنابلہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 682ھ) فرماتے ہیں۔

"ودية المرأة نصف دية الرجل إذا كانت المرأة حرة مسلمة، فديتها نصف دية الحر المسلم، أجمع على ذلك أهل العلم، ذكره ابن المنذر وابن عبد البر."[4]

"عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، جب عورت آزاد مسلمان ہو تو اس کی دیت ایک آزاد مسلمان مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 319ھ) اور امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 463ھ) نے یہی ذکر کیا ہے۔"

---

1 العدوي، أبو الحسن علي بن أحمد، حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني: 2/ 300، دار الفكر، بيروت، 1994م

2 ابن رشد، أبو الوليد محمد بن أحمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد: 4/ 196، دار الحديث، القاهرة، الطبعة الأولى، 2004م

3 المزني، إسماعيل بن يحيىٰ بن إسماعيل، مختصر المزني: 8/ 352، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى، 1990م

4 ابن قدامة المقدسي، شمس الدين أبو الفرج عبد الرحمن، الشرح الكبير: 25/ 388، هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، القاهرة، الطبعة الأولى، 1995م

زیدیہ: مذاہب اربعہ کی طرح زیدیہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وذهب علي رضي الله عنه والهادوية والحنفية إلى أن دية المرأة وجراحاتها على النصف من دية الرجل."[1]

"سیدنا علی اور ھادویہ اور حنفیہ کے ہاں عورت اور اس کی زخموں کی دیت مرد سے آدھی ہے۔"

اور اسی طرف قاضی العنسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1139ھ) نے اپنے متن "الأزهار" کی شرح میں اسی قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔[2]

"البحر الزخار" میں مرقوم ہے:

"وفي المرأة نصف دية الرجل، إجماعاً."[3]

"اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہونے پر اجماع ہے۔"

"فتاویٰ ہندیہ" میں مکتوب ہے:

"ودية المرأة في نفسها وما دونها نصف دية الرجل."[4]

"اور عورت کی جان اور اس سے کم میں دیت مرد سے آدھی ہے۔"

نصف دیت کے قائلین کے دلائل

نصف دیت کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

1۔احادیث مبارکہ سے نصف دیت کا ثبوت

پہلی حدیث:

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: « دية المرأة على النصف من دية الرجل »[5]

1 الصنعاني، محمد بن إسماعيل بن صلاح، سبل السلام: 3/ 393، جمعية إحياء التراث الإسلامي، كويت، الطبعة الأولى ،1997م

2 اليماني، أحمد بن قاسم، التاج المذهب لأحكام المذهب: 7/ 70، دار الحكمة، اليمانية للطباعة والنشر والتوزيع، صنعاء، الطبعة الأولى، 1993م

3 المرتضى، أحمد بن يحي، البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الأمصار: 15/ 216، مكتبة اليمن

4 لجنة العلماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهندية:6/ 24، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية، 1310هـ

5 البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرىٰ، كتاب الديات، باب ما جاء في دية المرأة: 16305، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة، 2003م

"معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔"

دوسری حدیث:

عَنْ مَكْحُولٍ، وَعَطَاءٍ، قَالُوا: أَدْرَكْنَا النَّاسَ عَلَى أَنَّ دِيَةَ الْمُسْلِمِ الْحُرِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، فَقَوَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تِلْكَ الدِّيَةَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَلْفَ دِينَارٍ أَوِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَدِيَةَ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ إِذَا كَانَتْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى خَمْسُمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ سِتَّةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَ الَّذِي أَصَابَهَا مِنَ الْأَعْرَابِ، فَدِيَتُهَا خَمْسُونَ مِنَ الْإِبِلِ، وَدِيَةُ الْأَعْرَابِيَّةِ إِذَا أَصَابَهَا الْأَعْرَابِيُّ خَمْسُونَ مِنَ الْإِبِلِ، لَا يُكَلَّفُ الْأَعْرَابِيُّ الذَّهَبَ وَلَا الْوَرِقَ[1]

"مکحول اور عطاء سے روایت کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو اس حالت پر پایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس دیت کو اہل شہر پر ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم کے برابر مقرر فرمادیا اور ایک آزاد مسلمان شہری عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم مقرر فرمائی۔ جبکہ دیہات میں رہنے والوں پر ایک عورت کی دیت پچاس اونٹ مقرر فرمائی اور دیہاتیوں کو سونے اور چاندی کا مکلف نہ بنایا۔"

تیسری حدیث:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا»[2]

"سیدنا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ (گویا ایک تہائی سے اوپر مرد کی مانند نہیں ہے بلکہ اس سے مختلف ہے۔ اس حدیث سے انہوں نے مفہوم مخالف کے ساتھ استدلال کیا ہے۔)"

چوتھی حدیث:

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْعَرَبِ قِتَالٌ، فَقُتِلَ مِنْ هَؤُلَاءِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ، فَقَالَ إِحْدَى الْحَيَّيْنِ: لَا نَرْضَى حَتَّى يُقْتَلَ بِالْمَرْأَةِ الرَّجُلُ، وَبِالرَّجُلِ الرَّجُلَيْنِ، قَالَ: فَأَبَى عَلَيْهِمِ الْآخَرُونَ، فَارْتَفَعُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «الْقَتْلُ بَرَاءٌ أَيْ سَوَاءٌ» قَالَ: فَاصْطَلَحَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ عَلَى الدِّيَاتِ، قَالَ: فَحَسَبُوا لِلرَّجُلِ دِيَةَ الرَّجُلِ، وَلِلْمَرْأَةِ دِيَةَ الْمَرْأَةِ، وَلِلْعَبْدِ دِيَةَ الْعَبْدِ فَقَطْ لِإِحْدَى الْحَيَّيْنِ عَلَى الْآخَرِينَ، قَالَ: فَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي

---

1 السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الديات، باب ما جاء في دية المرأة: 16306

2 النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، سنن النسائي ، كتاب القسامة، باب دية المكاتب: 4809، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى﴾[1]

”شعبی سے مروی ہے کہ عرب کے دو قبائل کے درمیان لڑائی ہو گئی اور دونوں قبائل کے لوگ قتل ہو گئے۔ایک قبیلے نے کہا کہ ہم اس وقت تک راضی نہیں ہونگے جب تک ایک عورت کے بدلے میں ایک مرد اور ایک مرد کے بدلے میں دو مردوں کو قتل نہیں کر لیتے۔روای کہتے ہیں کہ دوسرے قبیلے کے لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔وہ لوگ یہ جھگڑا لیکر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مقتول برابر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دیت لینے پر صلح کر لی۔راوی فرماتے ہیں:انہوں نے مرد کے لئے مرد کی دیت، عورت کے لئے عورت کی دیت اور غلام کے لئے صرف غلام کی دیت شمار کی۔اور دونوں قبائل میں سے ہر ایک نے یہ دیت دوسرے قبیلے کو دی۔اور اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔اے ایمان والو!تم پر مقتولین میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔“

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے مختلف ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اور مرد کی دیتوں میں یہ فرق نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مسلمہ امر تھا۔

پانچویں حدیث:

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: كَمْ فِي هَذِهِ مِنَ الْمَرْأَةِ الْخِنْصَرِ؟ فَقَالَ: «عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ» قَالَ: قُلْتُ: فِي هَذَيْنِ - يَعْنِي الْخِنْصَرَ - وَالَّتِي تَلِيهَا، فَقَالَ: «عِشْرُونَ» قَالَ: قُلْتُ: فَفِي هَؤُلَاءِ - يَعْنِي الثَّلَاثَةَ - قَالَ: «ثَلَاثُونَ» قَالَ: قُلْتُ: فَفِي هَؤُلَاءِ وَأَوْمَأَ إِلَى الْأَرْبَعِ، قَالَ: «عِشْرُونَ» قَالَ: قُلْتُ: حِينَ آلَمَتْ جِرَاحُهَا، وَعَظُمَتْ مُصِيبَتُهَا كَانَ الْأَقَلَّ لِأَرْشِهَا قَالَ: «أَعِرَاقِيٌّ أَنْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: «عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ» قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، السُّنَّةُ.[2]

”ربیعہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا:عورت کی (آخری والی سب سے چھوٹی) خنصر انگلی کی کتنی دیت ہے؟انہوں نے کہا:دس اونٹ، میں نے پوچھا:دو انگلیوں (خنصر اور اس کے ساتھ والی بنصر) کی کتنی ہے؟ انہوں نے کہا:بیس اونٹ، میں نے پوچھا:تین انگلیوں کی؟ انہوں نے کہا:تیس اونٹ، میں نے پوچھا:چار انگلیوں کی؟انہوں نے کہا:بیس اونٹ، میں نے کہا:جب اس کے زخم شدید ہو گئے اور مصیبت بڑی ہو گئی تو اس کا ازالہ کم ہو گیا ہے، انہوں نے کہا:کیا آپ عراقی ہیں؟فرماتے ہیں کہ میں نے کہا:پختہ عالم یا سیکھنے والا جاہل، انہوں نے کہا:اے میرے بھائی کے بیٹے!سنت یہی ہے۔“

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے،ہاں البتہ اگر دیت

1 العبسي، أبو بكر بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، كتاب الديات، باب إن المسلمين تتكافأ دماؤهم: 27973، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولىٰ، 1409هـ

2 مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء: 27504

ایک تہائی سے کم ہو تو مرد کی دیت کے برابر ہو گی اور اگر ایک تہائی ہو یا ایک تہائی سے زیادہ ہو تو مرد کی دیت سے آدھی ہو گی۔

2۔ آثار سلف سے عورت کی نصف دیت کا ثبوت

سلف صالحین سے بے شمار ایسے آثار ثابت ہیں، جن میں عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی قرار دی گئی ہے، ان میں سے چند آثار درج ذیل ہیں:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا:

"عقل المرأة على النصف من دية الرجل، في النفس وفيما دونها."[1]

"جان اور اس سے کم زخموں میں عورت کی دیت، مرد کی دیت سے نصف ہے۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 78ھ) فرماتے ہیں کہ میرے پاس عروۃ بارقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 73ھ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پیغام لیکر آئے۔

"أَنَّ جِرَاحَاتِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ تَسْتَوِي فِي السِّنِّ وَالْمُوضِحَةِ، وَمَا فَوْقَ ذَلِكَ فَدِيَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ"[2]

"مردوں اور عورتوں کے زخم دانت اور ٹھوڑی میں مساوی ہیں، اور جو اس سے زائد ہو اس میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"عقل المرأة على النصف من عقل الرجل، والمرأة في العقل إلى الثلث، ثم النصف فيما بقي."[3]

"عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور عورت دیت میں ایک تہائی تک (مرد کے مساوی ہے) پھر اس کے بعد مرد سے آدھی ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فِي دِيَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْخَطَأِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرِّجَالِ إِلَّا السِّنَّ وَالْمُوضِحَةَ فَهُمَا فِيهِ سَوَاءٌ."[4]

"خطا میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، سوائے دانتوں اور ٹھوڑی کے، اس میں وہ برابر ہیں۔"

1 البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، معرفة السنن والآثار، كتاب الديات، باب دية المرأة: 16177، دار قتيبة، دمشق، الطبعة الأولى، 1991م

2 مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء: 27496

3 معرفة السنن والآثار ، كتاب الديات، باب دية المرأة: 16175

4 مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء: 27497

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دِيَةُ الْمَرْأَةِ فِي الْخَطَأِ مِثْلُ دِيَةِ الرَّجُلِ حَتَّى تَبْلُغَ ثُلُثَ الدِّيَةِ، فَمَا زَادَ فَهُوَ عَلَى النِّصْفِ." [1]

"خطا میں عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی دیت تک پہنچ جائے، جو اس سے زائد ہو وہ مرد کی دیت کی نصف ہو گی۔"

قاضی ابو شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 72ھ) نے ان سے سوال کیا، جس کے جواب میں انہوں نے لکھا:

"أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ." [2]

"بے شک عورت کی دیت مرد کی دیت کی نصف ہے۔"

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 110ھ) سے مروی ہے:

"يَسْتَوِي جِرَاحَاتُ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَى النِّصْفِ." [3]

"مردوں کے زخم مساوی ہیں اور عورتیں اس کے نصف پر ہیں۔"

سعید بن مسیب اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہم دونوں سے مروی ہے:

"يُعَاقِلُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِي ثُلُثِ دِيَتِهَا، ثُمَّ يَخْتَلِفَانِ." [4]

"ایک تہائی دیت تک مرد اور عورت برابر ہیں، پھر اس کے بعد مختلف ہوں گے۔"

3۔ اجماع سے آدھی دیت کا ثبوت

تمام اہل علم کا عورت کی دیت آدھی ہونے پر اجماع ہے اور اس سلسلہ میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ احناف سے امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ[5] اور امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ[6] نے، شافعیہ میں سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ[7] اور امام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ[8] نے، مالکیہ میں سے امام ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ[9] اور امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور حنابلہ میں سے امام ابن قدامہ

1 مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء: 27497

2 أيضاً

3 أيضاً: 27499

4 أيضاً: 27506

5 بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: 16/ 352

6 تحفة الفقهاء: 3/ 114

7 النووي، أبو زكريا، محي الدين يحيي بن شرف، المجموع شرح المهذب: 19/ 54، دار الفكر، بيروت

8 السنيكي، زكريا بن محمد بن زكريا، أسنى المطالب في شرح روض الطالب: 4/ 48، دار الكتاب الإسلامي، بيروت

9 بداية المجتهد: 2/ 338

المقدسی رحمۃ اللہ علیہ[1] نے اس پر تمام اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سلف و خلف اہل علم میں سے کوئی بھی اس حکم کا مخالف نہیں ہے اور سب کا اتفاق ہے کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے، جو کہ 50 اونٹ بنتے ہیں۔ عورت کو قتل کرنے والا خواہ مرد ہو، عورت ہو یا ایک جماعت ہو، ورثاء کی جانب سے دیت اختیار کر لینے کی صورت میں آدھی دیت ہی دینا ہو گی۔"[2]

ابو بکر ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 733ھ) فرماتے ہیں:

"تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا آدھا حصہ ہے۔"[3]

اِمام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 456ھ) فرماتے ہیں:

"تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ قتل خطا میں 100 اونٹ دیت ہے جبکہ عورت کی دیت 50 اونٹ ہے۔"

اِمام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 725ھ) نے بھی اس اجماع کی تائید کی ہے۔[4] اِمام ابو القاسم الخرقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 334ھ) فرماتے ہیں:

"آزاد مسلمان عورت کی دیت آزاد مسلمان مرد کی دیت کا آدھا حصہ ہے۔"[5]

شیخ ربیع مدخلی، محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقہاء اُمت اور محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے، جبکہ شیخ الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لاعلمی میں اس متفق علیہ حکم کو فقط محدثین رحمہم اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں، تاکہ ان پر جھوٹ اور مخالفتِ قرآن کی تہمت لگا سکیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی غلطی کو کھول دیا ہے تاکہ عام مسلمان اس گمراہ کن موقف سے بچ سکیں۔"[6]

---

1 الشرح الكبير لابن قدامة :9/ 518

2 الغزالي، محمد، السنة النبوية بين أهل الفقه وأهل الحديث: ص 19، المعهد العالمي للفكر الإسلامي، القاهرة

3 ابن منذر، محمد بن إبراهيم منذرى، الإجماع: ص147، دار المسلم للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 2004م

4 ابن حزم، علي بن أحمد بن سعيد، مراتب الإجماع: ص140، دار ابن حزم، بيروت

5 ابن قدامة، عبد الله بن أحمد بن محمد المقدسي، المغنى: 8/402، هجر للطباعة والنشر، جيزه، الطبعة الثانية، 1992م

6 المدخلي، ربيع بن هادي، كشف موقف الغزالي من السنة وأهلها ونقد بعض آرائه: ص87، مكتبة ابن القيم، المدينة المنورة، 1410هـ

4۔ قیاس سے آدھی دیت کا ثبوت

بعض اہل علم نے وراثت اور شہادت پر قیاس کرتے ہوئے بھی عورت کی آدھی دیت پر استدلال کیا ہے۔ امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولأن المرأة في ميراثها، وشهادتها على النصف من الرجل، فكذلك في ديتها."[1]

"چونکہ میراث اور شہادت میں عورت کا حق نصف ہے، لہٰذا اس کی دیت بھی آدھی ہوگی۔"

اس قیاس میں میراث اور شہادت اصل ہیں، دیت فرع ہے، دونوں کے درمیان علت مشترکہ عورت کا مونث ہونا ہے اور نصف ہونے کی حکمت نان ونفقہ سمیت مرد کا متعدد مالی بوجھ اٹھانے کا ذمہ دار ہونا ہے جبکہ عورت ان مالی ذمہ داریوں سے آزاد ہوتی ہے۔ لہٰذا مناسب یہی تھا کہ میراث کی مانند عورت کی دیت بھی آدھی ہوتی۔

دیت میں مساوات کے قائلین

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے عورت اور مرد کی دیت میں مساوات کی رائے کو ابن علیہ (متوفیٰ 809ھ) اور الاصم (متوفیٰ 892ھ) رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منسوب کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"دية المرأة في نفسها على النصف من دية الرجل، وهو قول الجمهور، وقال الأصم وابن علية: ديتها كدية الرجل."[2]

"عورت کی جان کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور یہی جمہور کا موقف ہے، جبکہ ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے۔"

ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم کے اس اختلاف کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دية المرأة نصف دية الرجل، هذا قول العلماء كافة إلا الأصم وابن علية فإنهما قالا: ديتها مثل دية الرجل."[3]

"عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے، یہ ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم کے علاوہ تمام اہل علم کا قول ہے۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے۔"

---

[1] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: 16/ 352

[2] الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي: 12/ 651، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1999م

[3] المجموع شرح المهذب: 19/ 54

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وحكى غيرهما عن ابن علية والأصم أنهما قالا: ديتها كدية الرجل."[1]

"کچھ اہل علم نے ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کیا ہے کہ وہ عورت کی دیت کو مرد کی دیت کی مانند کہتے تھے۔"

دیت میں مساوات کے قائلین کے موقف کا جائزہ

اہل علم نے ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم کے نظریہ مساوات کا درج ذیل دلائل سے رد کیا ہے:

① یہ ایک شاذ قول ہے، کیونکہ یہ صریح احادیثِ نبویہ اور اجماعِ صحابہ کے خلاف ہے۔اور صریح احادیث واجماع کی مخالفت کرنا ناجائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ابن علیہ اور الاصم رحمۃ اللہ علیہم کے پیدا ہونے سے بھی پہلے منعقد ہو چکا تھا۔

② انہوں نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ایک مجمل اور عام حدیث ہے، جس کی تفصیل اور تخصیص نصف دیت والی احادیث سے ہوتی ہے۔ نیز عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ عبارت بھی موجود ہے:

"دية المرأة على النصف من دية الرجل."[2]

"عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی ہے۔"

جب ایک ہی کتاب میں دونوں طرح کی روایات موجود ہیں تو پھر نصف دیت والی روایت کو عام روایت کی مخصص سمجھا جائے گا۔

خلاصہ کلام

احادیث نبویہ، آثار سلف، اجماع اور قیاس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور اس کا سبب شریعت کی وہ عظیم حکمتیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر شارع نے عورت کی نصف دیت دینے کا حکم صادر فرمایا ہے۔اس حکم کی ادائیگی میں شریعت نے ورثاء کو پہنچنے والے مالی نقصانات کو سامنے رکھا ہے اور یہ امر ہر صاحب عقل ودانش پر واضح ہے کہ عورت مالی امور کی ذمہ داریاں اٹھانے میں کبھی مرد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔ عورت کی دیت نصف ہونے کے حوالے سے اس میں کوئی عورت کی توہین یا استخفاف نہیں بلکہ یہ عدل ہے کہ شریعت نے یہاں عورت کی ذات کو سامنے نہیں رکھا بلکہ اس کے ورثاء کو پہنچنے والے مالی نقصان کا اندازہ کرتے ہوئے اسے پورا کرنے کے لیے یہ حکم جاری فرمایا ہے۔

---

1 الشرح الكبير لابن قدامة: 9/ 518

2 أيضاً